مغرب کی تخریب کاری اور مسلمانوں کا فرض منصبی

تحریر: مولانا سید محمد الحسنی
ترجمہ: محمد شعیب ندوی پرتاب گڑھی

عصر حاضر میں تمام تر حفاظتی انتظامات کے باوجود طاغوتی لہروں، خطرناک چیلنجوں اور حملوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے، لوگوں کے قلوب بغض وحسد، نفرت و عداوت کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں اور ہر طرف قتل و غارتگری، فتنہ وفساد کا طوفان بلا خیز ہے اور زمانہ بد سے بدتر ہوتا چلا جارہا ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان حفاظتی اقدامات کے باوجود زندگی کے اصل اور بنیادی مسائل سے چشم پوشی کر کے چند سطحی اور پست وحقیر مظاہر کی طرف ساری توجہات مرکوز کر کے ایک عرصہ سے انسانیت کا خون چوس کر اور گھن کی طرح اس کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک اپنے بلیغ انداز میں جہاں اس تاریک ترین صورتحال کی تصویر کشی کرتا ہے وہیں اصل مرض کی تشخیص کر کے اس کا علاج بھی پیش کرتا ہے۔ "ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون (سورہ روم: ۴۱)

ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تا کہ خدا ان کو ان کے بعض عملوں کا مزہ چکھائے، عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اولئك الذين كفروا بآيات ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (سورہ کہف ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵)

(اے پیغمبر) تو کہہ دے ہم تمہیں خبر دیں کون لوگ اپنے کاموں میں سب سے زیادہ نامراد ہوئے؟ وہ جن کی ساری کوششیں دنیا کی زندگی میں کھوئیں اور وہ اس دھوکے میں پڑے ہیں کہ بڑا اچھا کارخانہ بنا رہے ہیں یہی لوگ ہیں کہ اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کے حضور حاضر ہونے سے منکر ہوئے پس ان کے سارے کام اکارت گئے۔ اور ہم قیامت کے دن ان کے کام کا کوئی وزن تسلیم نہیں کریں گے۔

وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفوا عن كثير (سورہ شوریٰ: ۳۰)

ترجمہ: اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ تمہارے کرتوتوں کا بدلہ ہے اور وہ معاف کرتا ہے بہت سے گناہ۔

یہ ایک تشویشناک اور دلخراش حقیقت اور افسوسناک سوال ہے کہ کیا پورے عالم اسلام میں ہماری مردم شماری کا کوئی خانہ تحفظاتی علوم کا کوئی حصہ اور عمیق فکری و اجتماعی مضامین کا کوئی گوشہ ایسا ہے جہاں اس بگاڑ کا اصل سبب قرآن کی روشنی میں تلاش بھی کر کے اسی کی روشنی میں اس کا صحیح حل پیش کیا گیا ہو؟ کیا ہماری عصری تعلیم گاہوں میں زندگی کے ان اہم اور نازک پہلوؤں پر کبھی بحث کی جاتی ہے جن پر انسانیت کے مستقبل کا دارومدار اور تہذیبی سرمایہ کا سارا انحصار ہے؟ اور کیا دنیا کی عظیم لائبریریوں، تصنیف و تالیف کے امنڈتے سیلابوں، تہذیب وتمدن، علوم و فنون، مذاہب وادیان کے بحر متلاطم میں اس "علم نبوی" کے مطالعہ وتحقیق کا کوئی شعبہ ہے جس پر دنیا و آخرت کی سعادت وکامرانی موقوف ہے؟ جبکہ آج یہ علم نبوی سارے علوم وفنون، تمام ادیان و مذاہب اور ساری حکومتوں اور سلطنتوں کو چیلنج کر کے ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہہ رہا ہے کہ ان چیزوں کا رشتہ اگر چشمہ نبوت سے کٹ گیا اور اب بھی اس کے ساتھ تحقیر وتوہین کا وہی سلوک روا رکھا گیا جو کفار و مشرکین کا تھا، تو یہ ساری چیزیں ان کے لیے وبال جان

کیا ہماری عصری تعلیم گاہوں میں زندگی کے ان اہم اور نازک پہلوؤں پر کبھی بحث کی جاتی ہے جن پر انسانیت کے مستقبل کا دارومدار اور تہذیبی سرمایہ کا سارا انحصار ہے؟ اور کیا دنیا کی عظیم لائبریریوں، تصنیف و تالیف کے امنڈتے سیلابوں، تہذیب وتمدن، علوم وفنون، مذاہب وادیان کے بحر متلاطم میں اس "علم نبوی" کے مطالعہ وتحقیق کا کوئی شعبہ ہے جس پر دنیا و آخرت کی سعادت وکامرانی موقوف ہے؟

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالاالذين ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا.

ترجمہ: اے پیغمبر تو کہہ دے ہم تم کو خبر دیدیں کون لوگ اپنے کاموں میں سب سے زیادہ نامراد ہوئے؟ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئیں اور وہ اس دھوکے میں پڑے ہیں کہ وہ بڑا اچھا کارخانہ بنار ہے ہیں۔ (سورہ کہف ۱۰۳،۱۰۴)

بل ادرک علمھم فی الاخرۃ بل ھم فی شک منھا بل ھم منھا عمون

بلکہ تھک کر گر گیا ان کا علم آخرت کے بارے میں بلکہ ان کو شبہ ہے اس میں، بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔ (سورہ نمل ۶۶)

جس طرح ان طلبہ کو ان کے علوم ڈوبنے سے نہیں بچا سکے اسی طرح یہ سارے مغربی علوم وفنون اور یونیورسٹیاں انہیں ہلاکت و بربادی اور ڈوبنے سے نہیں بچا سکتی ہیں کیونکہ وہ تیراکی کے فن، زندگی کے بقاء خلود کے راز سے نا آشنا، دینوی عیش وآرام پر راضی ومطمئن اور شیطانی مکروفریب کا شکار، کبرونخوت شہرت طلبی کے نشہ میں چور ہیں، چنانچہ کتنوں کی عمریں صرف بت تراشی وتصویرکشی، کھانے پکانے کی باریکیاں سیکھنے، فیشن پرستی میں گزر جاتی ہیں۔ اور کتنوں کے لاکھوں روپے صرف کتوں کی پرورش پر صرف ہوتے ہیں۔

یہ تھی مغرب کے معاندانہ رویہ کی ایک جھلک، لیکن مشرق کی صورتحال اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے کہ وہ مغرب کی کورانہ تقلید اور اس کی نقالی میں مست اور زندگی کے معاملات میں فکر وتدبر، صبر وہمت، بلند نظری وپامردی کی بجائے صرف عیش کوشی ولذت اندوزی، اور تعیش پرستی میں گلے گلے ڈوبا ہے۔ اور بابر بعیش کوش، کہ عالم دوبارہ نیست'' کا مکمل مصداق ہے۔ آخر یہ کس قدر حیرت وافسوس کی بات ہے کہ ہم نے وہاں کی اچھائیوں اور خوبیوں کو چھوڑ کر صرف اس کی نجاستوں اور برائیوں کو قبول کرلیا۔ اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے اصل دین محمدی کو پس پشت ڈال دیا۔ اور یہ قانون فطرت ہے کہ جو بھی دین محمدی کے ساتھ احسان فراموشی اور کفران نعمت کا برتاؤ کرے گا اس کا انجام یہی ہوگا۔ کہ پھر وہ راہ حق سے پھر کر ضلالت وگمراہی کے عمیق غار میں جاپڑے گا۔ مگر اب تو مدتوں سے ضلالت وگمراہی کی ظلمتوں میں سرمار رہا ہے اور اس کے کڑوے پھل کا مزہ چکھ رہا ہے۔ اور اپنی حالت زار سے خود غیر مطمئن ہے۔

> **یہ قانون فطرت ہے کہ جو بھی دین محمدی کے ساتھ احسان فراموشی اور کفران نعمت کا برتاؤ کرے گا اس کا انجام یہی ہوگا۔ کہ پھر وہ راہ حق سے پھر کر ضلالت وگمراہی کے عمیق غار میں جاپڑے گا۔ مگر اب تو مدتوں سے ضلالت وگمراہی کی ظلمتوں میں سرمار رہا ہے اور اس کے کڑوے پھل کا مزہ چکھ رہا ہے۔ اور اپنی حالت زار سے خود غیر مطمئن ہے**

لیکن حیرت اپنوں پر ہے کہ وہ بھٹکی ہوئی بکریوں کے ریوڑ کی مانند ہر آواز لگانے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ جبکہ مغرب سے ہمیں وہی چیزیں لینی چاہیں تھیں جو ہمارے ذہن ودماغ عقل وفکر کو جلا بخشتیں اور کارزار حیات میں عزم وہمت محنت وجانفشانی علمی وتحقیقی میدانوں میں محنت وکاوش، ذوق وشوق کی روح پھونک دیتیں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مغرب کا یہ بلند معیار زندگی، زندگی سے لے کر بازاروں اور نمائش گاہوں تک مغرب کی نقالی اور نوجوانوں کے دلوں کو موہ لینے والی زرق برق زندگی ان کے پیروں کی زنجیر اور گلے کا پھندا بن گئی ہے۔ آج یہ جنون وخودکشی اور ذہنی ودماغی خرابیوں کے بے شمار حوادث، کھلے عام فسق وفجور کا یہ طوفانی بلاخیز، ان کی وحشیانہ حرکتیں جسم اور قلب وروح کی پیاس بجھانے کی مصنوعی صورت گری، اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے۔ کہ وہ زندگی کے مایوس، قیادت انسانی کے فریضہ سے سبکدوش اور حقیقی ولافانی مسرتوں اور چین وسکون کی بے بہا نعمتوں سے محروم اور اس کے حصول سے عاجز و درماندہ اور خود احساس جرم وخطا میں گلے گلے ڈوبا ہوا ہے۔ اور اسے اس بات پر یقین ہے کہ (خواہ وہ اپنے غرور وتکبر کے زعم میں اس کا عتراف نہ کرے) وہ مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور، مچھروں سے زیادہ حقیر وذلیل، کیڑوں مکوڑوں سے زیادہ بدتر ہے۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور.

ترجمہ: جس کو اللہ نے نہ دی روشنی اس کے واسطے کہیں نہیں روشنی (سورۃ نور: ۴۰)

یہ صرف نور نبوت اور ہدایت ربانی سے استغنا وبے نیازی اور حضور اکرم ﷺ اور کتاب آسمانی کے خلاف صلیبیوں کے دل میں بھڑکتے ہوئے بغض وحسد، نفرت وعداوت کا نتیجہ ہے۔ آج یہ صلیبی طاقتیں اسلام ومسلمانوں کے سروں پر خطرات کا بادل بن کر منڈلا رہی ہیں۔ وہی اس زمانہ میں ضلالت وگمراہی، فساد فی الارض کے ذمہ دار اور صحیح الفاظ میں دجال کے کارندے ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم مسلمان انہی کینہ پرور صلیبیوں کے نغموں پر سر دھنتے ہیں اسی کے ساز میں ساز ملا کر اس کی مدح وتوصیف میں سرمست اور اسی کی محبت میں بے کیف نظر آتے ہیں۔ نتیجہ ہے کہ مسلسل ذلت وپستی ہمارا مقدر بن چکی ہے اور سرزمین اسلام اپنی قسمت پر ان الفاظ میں ماتم کناں ہے۔ اتھلکنا بما فعل السفھاء منا ان ھی الا فتنتک

اے مسلمانو! اللہ نے تمہیں اسلام جیسا عظیم الشان مذہب اور وہ نبی ور کتاب آسمانی عطا فرمائی ہے جس کی ہر چیز روشن وہے تابناک ہے اور وہ کنجی عطا کردی ہے جس سے ہر قفل کھل سکتا ہے اور اس میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ اس زمین پر صرف مسلمان ہی وہ واحد قوم وملت ہے جو ایمان ویقین

بن جائیں گی اور پیام موت ثابت ہوں گی۔

یہی علم نبوت وہ حقیقی علم ہے جس سے انسانیت کی وتعمیر وابستہ ہے اور اسی سے دلوں کو سنوارا جا سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب اصل سنور جائیں گے تو نظام جسمانی کی طرح نظام عالم خود بخود درست ہو کر اپنی جگہ پر آ جائے گا چنانچہ ارشاد نبوی ہے

الاان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهی القلب

ترجمہ: سن لو کہ بیشک جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست رہتا ہے تو پورا جسم درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے سن لو کہ وہ یہی دل ہے۔

یہ علم حقیقت میں پیراکی کا علم ہے اور زندگی کے اس طوفانی دریا کو عبور کرنا اور خطرناک و سرکش آندھیوں کا مقابلہ کرنا حتی کہ خود کو اس کے پنجوں سے محفوظ رکھنا علم نبوی اور دریائے حیات کو عبور کرنے کا فن سیکھے بغیر مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ایک مرتبہ ایک یونیورسٹی کے کچھ طلبہ سیر کی غرض سے ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ موسم نہایت سہانا اور دریا بھی روانی پر تھا۔ انہوں نے ملاح کو کشتی دریا کے دوسرے کنارے پر لے چلنے کا حکم دیا تا کہ وہاں دریا کی سیر کریں اور موسم کا لطف اٹھائیں موسم تو خوشگوار تھا ہی ان کی طبیعت بھی موج پر تھی۔ انہوں نے ملاح کو اپنا مخاطب بنایا اور ایک جغرافیہ کے طالب علم نے اس سے پوچھا کہ آپ نے جغرافیہ پڑھا ہے؟ وہ بیچارہ حیران تھا کہ دوسرے نے پوچھا آپ نے حساب تو ضرور پڑھا ہوگا۔ اس نے شرم سے انکار کر دیا پھر ان لوگوں نے کیمیا، فلسفہ وغیرہ کا پوچھا، اس بیچارے نے سب پر سر جھکا دیا، وہ پشیمان و شرمندہ ہوا۔ اس نے کہا صاحب میں نے تو آج تک ایسے نام بھی نہیں سنے تھے۔ وہ سب ہنس پڑے اور اس سے کہا کہ آپ نے اپنی آدھی عمر کھو دی۔ لیکن تھوڑی دیر میں ہی موجیں اٹھنے لگیں اور کشتی کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے لگیں اور کشتی ڈانواڈول ہونے لگی۔ اور ملاح کو خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے ان سب سے پوچھا کہ آپ لوگ تیرنا جانتے ہیں؟ انہوں نے اپنا سر جھکا لیا اور کہا تیرنا تو نہیں جانتے، ملاح نے کہا تب آپ لوگوں نے اپنی پوری عمر ڈبوئی۔۔۔ یہی زندگی کا معاملہ ہے اس قصہ سے مغرب کی متکبرانہ اور مشرق کی احسان فراموشی کی تصویر سامنے آتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مغرب کا انجام ہلاکت و بربادی ہے اور یہ سارے زبردست وسائل و ذرائع اور حیرتناک انکشافات و ایجادات اور اس کی زرق برق تہذیب، کتوں اور خنزیروں کی سی آزادی اسے عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکتی۔"

ولنذیقنهم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون"

ترجمہ: البتہ ہم ان کو چکھائیں گے تھوڑا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے تا کہ وہ پلٹ آئیں۔

مغرب ابھی اس سے بے خبر ہے کہ اس کا علاج وہیں ہے جہاں سے اس نے منہ موڑ رکھا ہے، اس کے دل کی دنیا ویران ہے وہ محبت اور قلب و روح سے خالی، پاکیزگی نفس و ضمیر سے محروم ہے وہاں نہ ماؤں کی شفقت اور ماماتا باقی رہی اور نہ باپوں کی شفقت و محبت رہ گئی، بیویوں کے ساتھ شوہروں کا حسن سلوک، دوستوں کی وفاداری و خیر خواہی عنقا ہو چکی ہے، وہاں ایک مردہ و بے حس جانوروں کی طرح زندگی کے شب و روز گزر رہے ہیں اور ہر وقت یہ خطرہ سروں پر منڈلاتا رہتا ہے کہ اگر کسی چیز کے خلاف زبان نکالی تو زبردست ظلم و تشدد کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا

اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اس تہذیب کی بنیاد ہی ظاہر پرستی پر ہے۔

مغرب ابھی اس سے بے خبر ہے کہ اس کا علاج وہیں ہے جہاں سے اس نے منہ موڑ رکھا ہے، اس کے دل کی دنیا ویران ہے وہ محبت اور قلب و روح سے خالی، پاکیزگی نفس وضمیر سے محروم ہے وہاں نہ ماؤں کی شفقت اور ماماتا باقی رہی اور نہ باپوں کی شفقت و محبت رہ گئی، بیویوں کے ساتھ شوہروں کا حسن سلوک، دوستوں کی وفاداری و خیرخواہی عنقا ہو چکی ہے، وہاں ایک مردہ و بے حس جانوروں کی طرح زندگی کے شب و روز گزر رہے ہیں اور ہر وقت یہ خطرہ سروں پر منڈلاتا رہتا ہے کہ اگر کسی چیز کے خلاف زبان نکالی تو زبردست ظلم و تشدد کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ اب نگاہ بصیرت سے دیکھیئے کہ کیا یہ زندگی آخرت سے پہلے ہی عذاب الٰہی کا عبرتناک مزہ نہیں چکھ رہی ہے، اور کیا "**ولنذیقنهم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر**" کی تصویر سامنے نہیں آ رہی ہے؟ اور ساتھ ہی قرآن جہاں یہ تصویر پیش کرتا ہے وہیں ایمان والوں کو اخروی کامیابیوں کے ساتھ دنیوی فلاح و بہبود کی بھی بشارت دیتا ہے۔ **لهم البشریٰ فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة۔** (سورہ یونس ۶۴)

حقیقت یہ ہے کہ مغرب ابھی تہذیب و تمدن کے مفہوم ہی سے نابلد و ناآشنا، مادہ و روح عقل و قلب مقاصد و وسائل کے درمیان صحیح ربط و تعلق سے غافل و بے خبر ہے، اسی جہالت کا نتیجہ ہے کہ وہاں کے عظیم مفکرین بھی اپنی تحریروں میں ایسی طفلانہ غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں کہ کوئی عقلمند انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حتی کہ وہ معمولی حقائق کے ادراک مثلاً خالق و مخلوق کے باہمی ربط و تعلق سے بے خبر نیز مقصد حیات سے اس قدر دور اور بے سود علوم میں اتنے منہمک ہیں کہ اس ارشاد ربانی کے پورے مصداق ہیں۔

بقیہ: صفحہ نمبر 23